Lesson 4: Yusuf (Ayaat 58- 87): Day 15

سُوۡرَةُ یُوۡسُف کی تفسیر

اتنے میں وہ سب بھائی سامان کھولنے لگ گئے۔

وَلَمَّا فَتَحُوۡا مَتَاعَهُمۡ وَجَدُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ رُدَّتۡ اِلَيۡهِمۡ‌ؕ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مَا نَبۡغِىۡ‌ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتۡ اِلَيۡنَا‌ ۚ وَنَمِيۡرُ اَهۡلَنَا وَنَحۡفَظُ اَخَانَا وَنَزۡدَادُ كَيۡلَ بَعِيۡرٍ‌ؕ ذٰ لِكَ كَيۡلٌ يَّسِيۡرٌ ﴿۶۵﴾

پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا مال بھی انہیں واپس کر دیا گیا ہے یہ دیکھ کر وہ پکار اٹھے "ابا جان، اور ہمیں کیا چاہیے، دیکھیے یہ ہمارا مال بھی ہمیں واپس دے دیا گیا ہے بس اب ہم جائیں گے اور اپنے اہل و عیال کے لیے رسد لے آئیں گے، اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے اور ایک بار شتر اور زیادہ بھی لے آئیں گے، اتنے غلہ کا اضافہ آسانی کے ساتھ ہو جائے گا" ۔

یہ سب خوشی میں بولے ہوئے جملے ہیں۔ یعنی جب اُنہوں نے سامان دیکھا تو ایک لمحہ کے لیے یہ نہیں سوچا کہ واپس کر دیں، غلطی سے آ گیا ہے۔ یہاں سے آپکو اُن کا اخلاقی معیار نظر آ رہا ہے۔ سچی بات ہے کہ پیسہ آتا دیکھ کر اُنکا دل واپس جانے کو تیار ہو گیا تھا۔

یہاں سے ایک اصول نوٹ کر لیں کہ واپسی کے راستے بند نہیں کرنے چاہئیں۔ کوئی ایک دروازہ کُھلا رکھیں۔ جسے چاہے ایمرجنسی ڈور کے طور پہ استعمال کرنا پڑے۔ بعض دفعہ جذباتیت کے نام پر ہم سب دروازے بند کر دیتے ہیں۔ یہ دروازے مسجدوں یا گھروں کے نہیں یا کوئی نیکی کے دروازے نہیں ہوتے بلکہ وہ دروازے نفس کی رکاوٹیں بن جاتے ہیں۔ کبھی انسان کو کوئی ٹھیس پہنچتی ہو تو وہ کہہ دیتا ہے کہ آج سے میرے لیے سب دروازے بند۔ خوشی غم زندگی کا حصہ ہے۔ آپکے شوہر جتنا

بھی غصہ کریں کبھی ضرور نرم ہوں گے اور آپ کتنی بھی بگڑی ہوئی کیوں نہ ہوں کبھی اچھی بات ضرور کریں گی تو کسی بھی حالت میں ایکسٹریم پہ نہ جائیں۔

اسی بات پہ کئی ایسی سسٹرز یاد آ گئیں جنھوں نے تین طلاقوں کے بعد سمجھ لیا کہ اب ہر دروازہ بند۔ طلاقِ حسنہ اسی لیے رکھی گئی کہ ایک دفعہ دی، پھر چُپ، پھر اسی طرح دوسری دفعہ دی، پھر چُپ۔ یہ جو تیسری دے کے تم اپنے اوپر دروازے بند کر لیتے ہو تو پھر بعد میں اُلٹے طریقوں سے کُھلوانے پڑتے ہیں۔ تو یاد رکھیئے کبھی انتہا پہ مت جائیں۔

آج کا سبق مجھے جذباتیت اور اس طرح کے رویوں پہ بار بار بات کرتا نظر آتا ہے۔ حضرت یوسفؑ بہت سمجھدار تھے۔ یعقوبؑ اُنکے باپ تھے تو اُنکو سمجھ آ گئی تھی۔ اب بیٹوں کے جُملوں پر بات کر لیتے ہیں۔ باتیں دل توڑنے والی کر رہے ہیں۔ لیکن چاہتے ہیں کہ باپ کا اعتماد ملے۔ تزکیہ نفس ایک آئینہ ہے۔ اُس کے اندر خود کو دیکھ لیں تو کوئی بات نہیں کر سکے گا کیوں کہ ہم خود کو خود باتیں کر رہے ہیں لیکن کبھی کبھار ہم چھوٹی چھوٹی مصروفیات کی وجہ سے زندگی کو بدلنے والی چیزیں چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ ہمارا نفس سج جائے۔ ہم چہرے کو سجانے کے لیے وقت نکال لیتے ہیں لیکن ذات کو چمکانے کے لیے وقت نہیں نکالتے۔ ہم غور نہیں کرتے کہ میری باتیں، میرے رویے کیسے ہیں۔ یہ تو کل جا کے پتہ چلے گا کہ ہم کیا لے کے آ سکتے تھے اور کیا چھوڑ کے آ گئے۔ پھر اسکے بعد جب یعقوبؑ کو لگا کہ اب تو یہ بھائی کو لے کے ہی جائیں گے تو کہا ٹھیک ہے۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِىْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾

ان کے باپ نے کہا" میں اس کو ہر گز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم اللہ کے نام سے مجھ کو پیمان نہ دے دو کہ اِسے میرے پاس ضرور واپس لے کر آؤ گے الا یہ کہ کہیں تم گھیر ہی لیے جاؤ" جب انہوں نے اس کو اپنے اپنے پیمان دے دیے تو اس نے کہا" دیکھو، ہمارے اس قول پر اللہ نگہبان ہے"۔

زخم والی جگہ زیادہ چھڑتی ہے۔ یعقوبؑ ایک دفعہ چوٹ کھا چکے تھے۔ اب نہیں چاہتے تھے کہ دوبارہ اس طرح کے حالات بنیں۔ تو کہتے ہیں لے جاؤ لیکن قسم کھا کے کہو کہ تم اسے واپس ضرور لاؤ گے۔

اِلَّآ اَنۡ یُّحَاطَ بِکُمۡ ۚ۔ سوائے اس کے کہ تم سب گھیرے میں آ جاو۔ یعقوبؑ کی یہ بات بھی سچ ہو گئی۔ جب یوسفؑ کو بھیج رہے تھے تو بھیڑیئے کا ذکر کر دیا تو بھائیوں نے وہ بات بنالی۔ اب یہاں بنیامین کو بھیجتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ورنہ واپس نہ آنا۔ اب پھر اس دفعہ ان کے ساتھ یہی ہونے والا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اولاد کو جب بھی ڈانٹیں کوئی سخت بات نہ کریں۔ پوری ہو جاتی ہے۔ یعقوبؑ کے منہ سے وہی باتیں نکل رہی ہیں جو آگے بچوں کے ساتھ ہونے والی ہیں۔ اب بات ہو گئی۔ پوری کوشش کر رہے ہیں۔ وعدے کر رہے ہیں، اللہ کے نام کو بیچ میں لا رہے ہیں لیکن باپ ایک نصیحت کرتے ہیں۔

وَقَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدۡخُلُوۡا مِنۡۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادۡخُلُوۡا مِنۡ اَبۡوَابٍ مُّتَفَرِّقَۃٍ ؕ وَمَاۤ اُغۡنِیۡ عَنۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ ۚ وَعَلَیۡہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ ﴿۶۷﴾

پھر اس نے کہا "میرے بچو، مصر کے دارالسطنت میں ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے جانا مگر میں اللہ کی مشیت سے تم کو نہیں بچا سکتا، حکم اُس کے سوا کسی کا بھی نہیں چلتا، اسی پر میں نے بھروسہ کیا، اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرے"۔

باپ بیٹوں کو نصیحت کر رہے ہیں کہ تم سب ایک دروازے سے داخل ہونے کی بجائے مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔ کیوں کہ نظرِ بد کا اثر ہو سکتا ہے، ماشاءاللہ صحراوں کے پلے ہوئے جوان، اکھٹے داخل ہوں گے تو نظر لگ سکتی ہے۔ اگر یہ بھائی یوسفؑ جتنے خوبصورت نہ بھی ہوں گے لیکن اُنکا کچھ اثر تو آئے گا۔ دوسری بات چوروں ڈاکوں کا خطرہ تھا۔ تیسری بات کہ دوسرا ملک تھا۔ بارڈر کر اس کرکے غیر مسلم ملک میں جارہے تھے اور اسلامی حال حلیہ بھی ہو گا۔ اُنکو ڈر تھا کہ اتنے مسلمان سجے سنورے، کسی مشکل میں نہ پڑ جائیں۔

وَمَآ أُغۡنِي عَنكُم مِّنَ ٱللَّهِ مِن شَيۡءٍۖ إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِۖ۔ یہ جملہ تقدیر اور تدبیر کا ہے۔ آپ بچوں کو نظر بد سے حسد سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کر لیں لیکن جو ہونا ہے وہ ہو کے رہے گا۔ یعنی اگر اللہ کا کوئی فیصلہ ہو تو میں ٹال نہیں سکتا۔ ہاں، انسانی حد تک جو احتیاط کر سکتا ہوں کر لوں گا۔ کیوں کہ حکم تو صرف اللہ کا چلتا ہے۔ یہ ایک باپ کی کوشش ہے۔ اس آیت میں چند باتیں نوٹ کر لیں کہ

1۔ بچے جتنا بھی ستا لیں، باپ کی محبت رہتی ہے۔

2۔ اپنی نعمتوں کا کھلا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم جتنے اچھے لگ رہے ہوتے ہیں اُتنا زیادہ سج کے تصویریں بنواتے ہیں۔ پھر بعد میں کہتے ہیں پتہ نہیں کیا ہوا، نظر لگ گئی۔ خوبصورتی چھپانے کی چیز

ہے۔اسکی نمائش نہیں کرنی چاہیئے۔جس دن ہمارے بچے اچھے لگ رہے ہوں تو ہم کہتے ہیں اب اتنے پیسے لگائے ہیں تو مووی بھی نہ بنوائیں، اور فوٹو سیشن بھی نہ کروائیں۔

3۔اپنے بچوں کو سیکنڈ چانس دینا چاہیئے۔یعقوبؑ کو پتہ تھا کہ بیٹے پہلے غلط کام کر چکے ہیں لیکن دوبارہ چانس دیا۔یہاں عمل کی بات ہے کہ وہ ساتھی جن کی اولادیں ماحول کے رنگ میں رنگی گئی ہیں، پہلے تو اللہ سب کو بچائے۔لیکن کبھی اپنی اولادوں سے قطع تعلق نہ کریں۔آپ اُن کے ساتھ رابطے میں رہیں گے تو ایک وقت آئے گا کہ دوسرے راستے واپس آجائیں گے۔لیکن اگر بچے بگڑ جائیں اور آپ اُن سے کہیں کہ مجھ سے بات نہ کرنا، تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ معاشرہ اُن کو کیسے لے گا؟

4۔نظرِبد لگ سکتی ہے۔نظرِبد کیا ہوتی ہے۔بخاری شریف کی حدیث ہے کہ نظرِبد حق ہے۔نبیؐ نے حکم دیا کہ نظرِبد سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ لو۔ایک بچی اللہ کے نبیؐ کے پاس لائی گئی تو اُس کا رنگ ذرد تھا۔تو آپؐ نے کہا کہ اسے نظر لگی ہوئی ہے۔یہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔اسی طرح صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ہم دورِ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کر لیا کرتے تھے، اُس سے نظرِبد کا علاج کیا کرتے تھے تو اب کیا کریں؟ تو آپؐ نے کہا کن کلمات کے ساتھ کرتے ہو تو صحابہ نے سُنائے تو ان میں کوئی شرکیہ کلمات نہیں تھے۔بالکل سادہ تھے تو آپؐ نے کہا کہ اگر ان میں شرکیہ کلمات نہیں ہیں تو کر لیا کرو۔

اب ہم کیا کریں؟ ایک اصول سیکھ لیں ایک کو خوش کر کے سب کو ناراض نہیں کرنا۔بعض دفعہ ہمارے اچھے اچھے کاموں میں غلط کام شامل ہو جاتے ہیں۔آپ مقابلے کروایا کریں، تم ایک آیت سُناؤ، کس کی قرآت اچھی ہے، کس کی آواز اچھی ہے۔کیا ہم ان باتوں سے خوش نہیں ہو سکتے۔

ہر خوبصورت چیز اللہ کی دی ہوئی ہے۔ کوئی مہنگی چیز افورڈ کر سکتا ہے کوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن سب کو مہنگا پہنا ہوا سجتا بھی نہیں تو یہ ایک بہنوں کا چھوٹا سا مسئلہ رہتا ہے تو ایسے میں مناسب کام کریں۔ ایکسپوزنہ کریں۔ اگر کچھ اچھا لگے تو ماشاء اللہ کہیں، بارک اللہ، (لاحول ولاقوۃ إلاّ باللہ) ۔ کہیں۔ (لاحول ولاقوۃ إلاّ باللہ)۔ کا مطلب ہے کہ نہیں کوئی گھیر نے والا، مگر اللہ کے، یعنی جو نعمت تمہیں ملی ہے یہ واقعی اللہ نے دی ہے۔ آپ اگر کسی کے اچھے جوڑے پہ یہ کہہ دیں گے تو وہ بُرا مان جائیں گے کیوں کہ ہمیں اسکا مطلب نہیں پتہ ہوتا۔ ہمارے ہاں ان لفظوں کے بارے میں اتنے غلط خیالات ہیں کہ ہمیں معنی نہیں آتے۔ اپنے گھروں میں ان الفاظ کو رواج دیں۔

پھر آخری دو سورتیں۔ سورۃ فلق اور سورۃ الناس کے ذریعے ہم اپنے بچوں کو نظرِ بد سے بچا سکتے ہیں۔

اسی طرح اللہ کے نبیؐ نے کچھ دَم سکھائے ہیں جو آپؐ حضرت حسنؓ اور حضرت حُسینؓ پر پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت جبرائیل کا ایک دَم ہے۔ یہ ساری چیزیں آپکو حِسن المُسلِم میں مل جائیں گی۔ لیکن دو تین چیزیں دُہرادوں تاکہ شائد کوئی سُن کے سیکھنا چاہے۔ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ جو صُبح شام یہ کلمات تین دفعہ کہہ لے؛

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔۔ میں آپکو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں تمام کلمات سے جو اُس نے پیدا کیئے، ہر اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی۔ اس کے بعد کوئی ڈر نہیں رہ جاتا۔ چاہے وہ چور، ڈاکو، کیڑے مکوڑے ہوں۔ کلمات میں سب جادو ٹونے، حسد، بُغض کے کلمات بھی آتے ہیں۔ اسکو صبح شام تین دفعہ پڑھیں۔

اسکے بعد: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ"۔۔ یہ بھی پڑھیں۔

"میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے... تو فرمایا کہ تمھیں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی۔ اسی طرح ایک دم ہے: "بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ أَوْ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ".

اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت پہنچائے، ہر جاندار، نظر بند، اور حاسد کے شر سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء دے، میں اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں۔

اسی طرح ایک اور دم ہے: «ذهب الباس رب الناس اشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاء لا يغادر سقما» "لوگوں کے رب! بیماری کو دور فرما، شفاء دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، ایسی شفاء جو کسی بیماری کو نہ رہنے دے"۔

تو اس طرح کی چیزیں پڑھیں۔

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم کوئی نئی چیز خرید لیں تو کیا کریں؟ تو اسکی بھی دعا ہے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا ، وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا ، وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ

"اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کی جبلت اور اس کی طبیعت کا خواستگار ہوں، جو خیر و بھلائی تو نے ودیعت کی ہے، اس کے شر اور اس کی جبلت اور طبیعت میں تیری طرف سے ودیعت شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کی چوٹی پکڑ کر یہی دعا پڑھے"۔

ابو داؤد کہتے ہیں: عبد اللہ سعید نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ "پھر اس کی پیشانی پکڑے اور عورت یا خادم میں برکت کی دعا کرے"۔

تو نبیؐ نے فرمایا کہ جب کوئی نئی سواری یا غلام خریدے اور اسی طرح جب دلہن شادی کے بعد شوہر کے گھر جائے تو شوہر اُس کے بالوں میں ہاتھ رکھ کے دعا پڑھے۔ آپؐ نے خود یہ دُعا حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ سے شادی کے موقع پہ سکھائی تھی۔

اگر ہمارا دعاؤں سے تعلق بن جائے تو بندگی خود بخود آ جاتی ہے۔

اب سوال ہے کہ تقدیر اور تدبیر کیا ہے؟

تقدیر جمع تدبیر جمع اللہ کا حکم۔ تدبیر کے ساتھ جب اللہ کا حکم مل جائے گا تو وہ تقدیر بن جائے گی۔ دو چیزیں ملتی ہیں تو کوئی کام ہوتا ہے۔ ایک اللہ کا حکم اور دوسرا بندے کی تدبیر۔ ماچس کی تیلی کے دونوں طرف اگر مصالہ ہو لیکن ڈبیہ نہ ہو تو آگ نہیں لگ سکتی۔ آپ ڈبیہ کو سمجھیں اللہ کا حکم ہے اور مصالہ آپ کی تدبیر ہے۔ جب دونوں ملتے ہیں تو آگ لگتی ہے۔ نہ تو خالی تقدیر کچھ ہے اور نہ خالی تدبیر کچھ ہے۔ جیسے یعقوبؑ کے بیٹوں نے سب کچھ کیا لیکن پھر بھی وہی ہوا جس کا ڈر تھا تو یہ تدبیر کے آگے تقدیر آڑے آ گئی۔ اب دیکھیں کہ بیٹوں نے باپ کے مشورے پہ کتنا عمل کیا۔

وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾

اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ جب وہ اپنے باپ کی ہدایت کے مطابق شہر میں (متفرق دروازوں سے) داخل ہوئے تو اس کی یہ احتیاطی تدبیر اللہ کی مشیت کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہ آسکی ہاں بس یعقوبؑ کے دل میں جو ایک کھٹک تھی اسے دور کرنے کے لیے اس نے اپنی سی کوشش کرلی بے شک وہ ہماری دی ہوئی تعلیم سے صاحب علم تھا مگر اکثر لوگ معاملہ کی حقیقت کو جانتے نہیں ہیں ۔

یہاں سے پتہ چلتاہے کہ بیٹے اتنے بگڑے ہوئے نہیں تھے، باپ کی بات مان لی۔ اور مختلف دروازوں سے مصر میں داخل ہوئے۔ بیٹوں نے باپ کے حکم پہ عمل تو کیا لیکن باپ کے دل میں جو بیٹوں کے لیے خوف تھا اُس سے خود کو بچانہ سکے۔ مراد یہ ہے کہ جو کھٹک تھی وہ پوری ہوگئی۔ کیوں کہ کوئی تدبیر اللہ کے فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ کیا پتہ چلا کہ یعقوبؑ نبی بھی تھے، اللہ نے انکو حکمت بھی دی تھی لیکن اس کے باوجود اُنکی تدبیر نہ چل سکی اور اللہ کا فیصلہ صادر ہوگیا۔ اس سے یہ پتہ چلتاہے کہ چاہے کوئی نبی، ولی کیوں نہ ہو، اللہ کا فیصلہ چل کے رہتا ہے۔ اگر نبی مختارِ کُل ہوتے، اپنی ہر بات منوا لیتے پھر بات ہر ایک کے ہاتھ میں آجاتی۔ اب اگلا منظر۔ بھائیوں کے ساتھ یوسفؑ کی دوسری ملاقات ہے۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ ۖ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾

یہ لوگ یوسفؑ کے حضور پہنچے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس الگ بلالیا اور اسے بتادیا کہ "میں تیرا وہی بھائی ہوں (جو کھویا گیا تھا) اب تو اُن باتوں کا غم نہ کر جو یہ لوگ کرتے رہے ہیں" ۔

اُوٰی، کہتے ہیں کسی کو پناہ دینا۔ اب جب آپ کسی کو جگہ دیتے ہیں تو اُس کو دوسروں سے الگ کر لیتے ہیں۔ اور اشارہ بنیامین کی طرف ہے۔ چھوٹے بھائی کو تسلی دے رہے ہیں فَلَا تَبۡتَئِسۡ۔ تَبۡتَئِسۡ۔ کا لفظ ب، ء، س اس کا روٹ ہے۔ رنج و حُزن، تکلیف اسکا معنی ہے۔ بھائی کو تسلی دے رہے ہیں کہ یہ جو کچھ تمہارے ساتھ کر چکے ہیں اس پر تم غم نہ کھاو۔ مفسرین کہتے ہیں کہ جس طرح اُنہوں نے یوسفؑ سے بغض رکھا تھا اسی طرح بنیامین کو بھی ستاتے تھے۔ تبھی تو یوسفؑ کہہ رہے ہیں کہ یہ بھائی جو کر چکے اُسکو پیچھے ڈال دو اور اب آگے کی فکر نہ کرو۔ اس میں ہمارے لیے بہت خوبصورت عمل کی بات ہے۔

1۔ جب کوئی غم دے تو آپ اُس کے ساتھ کیسا معاملہ رکھیں۔

2۔ جب بہن بھائی اکھٹے ہوں، تو دُکھ سُکھ کے نام پہ پچھلے قصے نہیں سُننے چاہئیں۔

آج کل واٹس ایپ پہ ایک ایک لمحہ کی خبر اِدھر سے اُدھر ہو رہی ہوتی ہے۔ دُکھ سُکھ کے نام پہ ہم سارا دن سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں۔ کچھ تو صبر رکھا کریں۔ اُمِ سلمہ کا واقع یاد کریں۔ بیٹا بیمار تھا، شوہر کسان تھے۔ پیچھے سے بچے کا انتقال ہو گیا۔ بچے کو نہلایا، کفنایا اور دوسرے کمرے میں رکھ دیا۔ شام کو میاں کام سے واپس آئے، پوچھا بیٹے کا کیا حال ہے۔ کہا اب سکون میں ہے۔ شوہر کو کھانا دیا۔ شوہر کی خواہش پوری کی۔ پھر کہا کہ اگر آپ کے پاس کوئی اپنی امانت رکھے تو جب لینے آئے تو آپ کیا کریں گے۔ کہا شکر کروں گا کہ امانت واپس کی۔ تو کہا کہ پھر اللہ نے جو امانت دی تھی وہ واپس لے لی۔ بچے کا انتقال ہو گیا۔ اب پریشان ہوئے اور نبیؐ کے پاس گئے اور بیوی کی خبر سُنا دی۔ نبی کریمؐ نے کہا غم نہ کرو، اللہ نے تمہاری بیوی کے صبر پر آج کی رات میں تمہارے لیے ایک اور بچے کا انتظام کر دیا ہے۔

اتنا صبر ہے کسی میں۔ اگر ہم جذباتی نہ ہوں تو آدھی سے زیادہ ہماری لڑائیاں ختم ہو جائیں۔ اپنے اندر تحمل رکھیں۔ زندگی میں خاموشی اختیا کریں۔

پھر دیکھیں بھائی کو کیا کہہ رہے ہیں فَلَا تَبۡتَئِسۡ۔ عمل کی بات، کہ پُرانے قصوں کو مت دُہرائیں۔ ماضی سے نصیحت لیں اور اُس غم کو بھول جائیں۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو دُکھی رہیں گے۔ اگر آپ کو کوئی ساتھی یا رشتہ دار ستائے تو سوچیں کہ اس نے مجھے کنوئیں میں بھی نہیں ڈالا، قتل کی بھی کوشش نہیں کی، مجھے بھیڑیئے کے آگے بھی نہیں ڈالا، میرے خلاف کچھ بھی نہیں کیا تو کیا ہوا اگر ایک بات کہہ دی۔

تو آپ دیکھیں گے کہ جیسے غبارے میں سے ہوا نکلتی ہے اس طرح ریلیکس ہو کے بیٹھ جائیں گے۔

کچھ لوگ ساری زندگی ماضی کے رونے روتے رہتے ہیں۔ زندگی کو آسان بنائیں۔ بندروں کی ایک عادت ہے کہ جب کوئی ایک زخمی ہوتا ہے تو سارے بندر مل کے اُسکی تیمارداری کرنے جاتے ہیں اور سب مل کے اُس کی زخم میں اُنگلیاں ڈالتے ہیں۔ اب بندر یہ کریں تو کریں، آپ تو نہ کریں۔

ہم کسی کے پاس جاتے ہیں تو شروع سے کہانی چھیڑتے ہیں، اچھا پھر کیا ہوا، پھر کیا ہوا۔ ہر معاملے میں ہمارا یہی رویہ ہوتا ہے۔

اپنے لیے عمل کی بات لکھیئے کہ اگر کبھی کسی نے مجھے ستایا اور میں آج تک اُس سے روٹھی ہوئی ہوں، تو اُس کو معاف کر دیں۔ اُسکو کال ضرور کریں۔ دل صاف کریں اور اُسے صاف بھی رکھیں۔ منہ سے کہنا

بہت آسان ہے کہ میں نے دل صاف کیا لیکن پھر بھی ہم دل میں رکھتے ہیں۔ اگر آپ زبان سے کہتے ہیں کہ میں نے اُسے معاف کیا اور پھر کسی سے اُس کی بات کرتے ہیں تو اس کا وبال آپ پہ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ دونوں بھائی دُکھی ہیں لیکن کہتے ہیں کہ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۔ ہم چھوٹی چھوٹی بات کو بڑا بنا دیتے ہیں۔ ہم مرے ہوؤں کو نہیں مرنے دیتے۔ ہر شادی پہ، ہر عید پہ اُنکو یاد کرتے ہیں۔ اللہ اکبر۔ کرنا مشکل تو ہے لیکن کر کے دیکھیں اسکی لذت آپ اپنی زندگی میں اپنی عبادات میں محسوس کریں گے۔ انشاء اللہ